بسم الله الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا،

أَمَّا بَعْدُ:

13: تیسرا مرتبہ احسان، احسان کے ارکان۔ تقدیر کے منکرین، حدیث جبرئیل (علیہ الصلاۃ والسلام) اور اس میں اہم فوائد کا بیان، اللہ ورسولہ أعلم کہنے کی تفصیل

"الأصول الثلاثة وأدلتها" (تین بنیادی اصول اور ان کی دلیل)۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کا درس جاری ہے اور آج کے درس میں ہم پہنچے ہیں "المرتبة الثالثة: الإحسان" (شیخ صاحب فرماتے ہیں تیسرا مرتبہ الاحسان (تیسرا مرتبہ احسان کا ہے))۔

احسان یاد رکھیں ایسا لفظ ہے جس کی تعریف اس کے اندر ہے اس کی تعریف کے لیے آپ کو کوئی ڈکشنری کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہر بہتری اور اچھائی کا حامل ہے یہ لفظ ہے احسان کا (احسان کا لفظ ہر بہتری اور اچھائی) اور احسان کامل وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں احسان کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے ہوئے توحید کا اور فرمانبرداری کا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کرتے ہوئے اتباع سنت کا اور فرمانبرداری کا، اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر احسان اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق پورے ادا کرنے سے یہ احسان کا مجموعہ ہے کیونکہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ احسان کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت بہترین طریقے سے کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرلیں تو یہی احسان ہے۔ یہ ادھورا احسان ہے، اللہ تعالیٰ کا حق اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق بہترین طریقے سے ادا کرنے کو احسان کہتے ہیں۔

شیخ صاحب (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں ''رکن واحد'' (احسان کا صرف ایک ہی رکن ہے)۔ اسلام کے پانچ رکن تھے ایمان کے چھ رکن تھے لیکن احسان کا ایک ہی رکن ہے۔ پانچ رکن ادا کرنے کے بعد، چھ رکن ایمان کے سمجھنے اور عمل کرنے کے بعد جب انسان اس مرحلے میں پہنچتا ہے تو ایک ہی رکن بچ جاتا ہے اس کے اور احسان کے بیچ میں اور وہ ہے رکن احسان کا۔ کیا رکن ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں ''وهو أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك'' (بے شک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اس طریقے سے جیسے کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے تو یہ یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے)۔

یہ حالت انسان کی کب ہوتی ہے جیسے میں نے ابھی بیان کیا ہے ارکان اسلام کو سمجھنے کے بعد ان پر عمل کرنے کے بعد ظاہراً اور ارکان ایمان کو سمجھنے اور عمل کرنے کے بعد باطناً جب انسان اپنی زندگی اس طریقے سے گزارتا ہے اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل فرمانبرداری سے جب زندگی گزارتا ہے تو اس کی حالت ایسے ہو جاتی ہے کہ ایک ایک قدم پر وہ اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کرتا ہے۔ ابھی قدم اٹھایا ہے جہاں پر میں قدم رکھنے جارہا ہوں کیا اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے یا نہیں ہے کیا میں قدم رکھوں یا نہ رکھوں اسے کہتے ہیں احسان اور اس سے کوئی اچھا لفظ ہے ہی نہیں۔

محسن کی زندگی ایسے گزرتی ہے جیسا کہ ایک شخص (ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں) دنیا کے بادشاہ کے سامنے بادشاہ اسے بلاتا ہے اور اُس سے بات کرنے کے لیے اسے سامنے کھڑا کر دیتا ہے وہ شخص کیسے کھڑا ہوتا ہے کبھی امیجن (imagine) کیا ہے آپ نے کیا وہ سر کو کھجا سکتا ہے اِدھر اُدھر دیکھ سکتا ہے؟ اپنی مرضی سے ایک قدم آگے ہو سکتا ہے یا پیچھے ہو سکتا ہے؟ نہیں ہو سکتا نا! نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ احسان کے مرتبے پر فائز ہو جاتے ہیں ان کی ساری کی ساری زندگی ایسے گزرتی ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے۔ وہ اٹھتے ہیں تو انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ہمارے اٹھنے کے طریقے سے کوئی غلطی تو نہیں ہوئی، چلتے ہیں انہیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہمارے جو قدم ہیں وہ زمین پر صحیح طریقے سے پڑ رہے ہیں یا نہیں، جو ہمارے دل کے اندر خیالات ہیں اور وسوسے ہیں کیا ان پر ہم قابو پا سکتے ہیں یا نہیں، جس کام کی طرف جارہے ہیں وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہے یا نہیں، لوگوں کے ساتھ جو ہمارا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے یا صرف دنیاوی مفاد کے لیے ہے، رزق حلال جو ہم کما رہے ہیں وہ کس نیت سے ہم کھاتے ہیں (سبحان اللہ)۔

ہم کھاتے ہیں پیٹ بھرنے کے لیے بعض لوگ کھاتے ہیں تاکہ انہیں اتنی توانائی ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بہترین طریقے سے کریں، پیٹ تو ویسے ہی بھر جائے گا کیا دونوں برابر ہیں؟ نہیں ہیں برابر۔ دنیاوی عمل جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ذریعہ معاش بنایا ہے رزق کی ایک جگہ یا اڈہ بنایا ہے بہترین طریقے سے وہاں پر کام کرتے ہیں، وقت پر آتے ہیں وقت پر جاتے ہیں ایک ایک منٹ کی انہیں فکر ہوتی ہے کہ کہیں یہ ایک منٹ ہم پر حرام نہ ہو جائے۔

شیخ ابن عثیمین (رحمۃ اللہ علیہ) کی مجھے ایک بات یاد آگئی کہ طالب علم گئے تھے ملنے کے لیے تو بیٹھے ہوئے تھے (کافی پرانی بات ہے) تو کچھ لکھنا تھا، ٹیبل پر پیپر بھی رکھے ہوئے ہیں اور پین بھی ہے انہوں نے دراز کھولی ایک اور پیپر نکالا اور اپنی جیب سے پین نکال کر اس پر لکھا۔ تو تعجب ہوا بھئی پیپر سامنے پڑا ہے دراز کھولی ہے نیچے گئے ہیں مشکل سے! تو شیخ صاحب کے جو بہت قریبی اسٹوڈنٹس تھے وہ جانتے تھے انہوں نے کہا (بعد میں ان کو خبر جا کر دی ہے) کہ جو سامنے رکھا ہے وہ شیخ صاحب کا اپنا نہیں ہے اُس کا حق اُن پر ہے جن کی وہ جاب (job) کرتے ہیں، جو پیپر آپ نے لکھنا تھا نا وہ آپ کے لیے خاص تھا اس جاب (job) سے کوئی تعلق نہیں تھا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں تھا تو اپنے پیپر پر لکھا۔ پیپر کتنے کا آتا ہے پیپر کی کیا قیمت ہے ہمارے ہاں! اس کو نکالا دراز سے، وہ اپنے خریدے ہوئے پیسوں سے دراز میں رکھتے تھے، اپنا پین جو انہوں نے خود خریدا ہے اس کو استعمال کرتے تھے کیا مالک دیکھ رہا ہے؟ یہ دنیا کا مالک جو ہے دیکھ رہا ہے اسے؟ اگر پیپر استعمال کرتے تو وہ ناراض ہوگا کبھی؟ لیکن ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کا مراقبہ کہ وہ تو دیکھ رہا ہے۔

صبح سے لے کر رات تک کہ میں نے لیٹنا کیسے ہے میں نے سونا کیسے ہے، میں نے جاگنا کیسے ہے، سارے کے سارے یہ بندہ جو عمل کرتا ہے وہ اپنے ربّ کی رضا کے لیے کرتا ہے، اس لیے دیکھیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں محسنین کے لیے جو الفاظ استعمال کیے ہیں تھوڑا سا غور کریں یہ لکھ لیں اور ان کا ترجمہ پڑھ لینا بعد میں جا کر، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

﴿وَسَارِعُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (آل عمران:133-136)

﴿وَسَارِعُوٓا﴾ (جلدی کرو، ایک دوسرے سے آگے بڑھو)۔ کس کی طرف؟ ﴿اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (ایسی بخشش اور مغفرت کی طرف جو صرف تمہارے ربّ کی طرف سے ہے (تمہارا ربّ ہے تمہارا مالک ہے، خالق

ہے رازق ہے، مشکل کشا حاجت روا، اس کے سوا تمہارا کوئی بھی نہیں ہے))﴿وَ جَنَّةٍ﴾ (اور اس جنت کی طرف جو انعام ہے تیرے ربّ کا تیرے لیے)۔کیسی جنت ہے؟﴿عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ﴾(جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے)﴿اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾(تیار کی گئی ہے متقین کے لیے پرہیزگاروں کے لیے)۔

﴿اُعِدَّتْ﴾ تیار ہو چکی ہے۔تیار بھی کس نے کی ہے؟ تمہارے ربّ نے کی ہے۔﴿لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ متقی کا لفظ تو آسان ہے کہتے ہوئے لیکن متقی کون ہیں اور کیا ہیں یہ تو پورا درس یہاں پر چلا جائے گا لیکن ترجمہ پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

کون ہیں یہ پرہیزگار لوگ؟﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ﴾(آل عمران:134)(یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں)﴿فِي السَّرَّآءِ﴾ (اچھے اوقات میں خوش حالی میں)۔خوش حالی میں سب دیتے ہیں کہ نہیں؟ سب دیتے ہیں۔﴿وَ الضَّرَّآءِ﴾((وہی لوگ ہیں جب خوش حال ہوتے ہیں دیتے ہیں)جب کوئی مصیبت آن پڑتی ہے ضرر لاحق ہوتا ہے دینے کو کچھ نہیں ہوتا تب بھی دیتے ہیں)۔

پہلی صفت ہے ﴿يُنْفِقُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیتے ہیں خوش حالی میں اور بُرے وقت میں۔سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجر تھے آپ جانتے ہیں لیکن ساری کی ساری تجارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں آکر رکھ دیتے تھے، جتنا کماتے تھے اس دین کے لیے وقف کر دیتے تھے۔ایک مرتبہ ضرورت پڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کیا کہ جہاد پر جانا ہے صدقے کی ضرورت ہے۔صحابی مختلف آئے کسی کے پاس کچھ ہے کسی کے پاس کچھ ہے جتنا کسی سے ہوا۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمیشہ ''سابقوا''، یہ سبقت صحابہ کرام کیسے کرتے تھے ہے نا آیت میں ﴿وَ سَارِعُوْٓا﴾ اس آیت پر وہ کیسے عمل کرتے تھے ذرا ایک مثال دیکھیں۔سیدنا عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ گھر گئے اپنا آدھا مال لے کر آئے یہ سوچتے ہوئے کہ مجھ سے اچھا کوئی بھی نہیں ہو گا آج میں نے سبقت حاصل کر لی ہے سیدنا ابو بکر سے بھی سبقت حاصل کر لی ہے۔ آدھا مال آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا اور یہ عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ میرا آدھا مال ہے آدھا مال اپنے بیوی بچوں کے لیے گھر کے لیے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں سارے کا سارا مال رکھ دیا اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ میرا سارے کا سارا مال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا کہ اے ابو بکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ کیا جواب دیا؟ اللہ اور اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ چھوڑ کر آیا ہوں۔

ایک درہم؟ ایک درہم بھی نہیں چھوڑا۔ روٹی نہیں ہے کوئی پرواہ نہیں ہے جو رزق دیتا ہے وہی دے گا، سارے کا سارا مال دے دیا۔ سیدنا عمر بن خطاب نے قسم کھائی کہ میں آپ سے آگے نہیں جا سکتا ہوں (سبحان اللہ)۔

﴿فِي السَّرَّآءِ﴾ (اچھے اوقات میں) ﴿وَالضَّرَّآءِ﴾ (اور بُرے وقت میں بھی)۔ جب کچھ بھی نہیں ہے گھر میں تو وہ بھی دے دیتے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درہم ہزار درہم سے سبقت کر گیا۔ کیسے بھئی ہزار زیادہ ہے یا ایک زیادہ ہے؟! ہمارے ترازو میں تو ہزار زیادہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ترازو ہمارا ترازو نہیں ہے۔ جس کے پاس ہزاروں درہم تھے اس نے ایک ہزار دے دیئے، جس کے پاس دو تھے اور ایک دیا کیا برابر ہیں؟ جس کے پاس صرف ایک ہی تھا وہی دے دیا کیا برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں برابر ہو سکتے، ﴿يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ﴾۔

﴿وَالْكَٰظِمِينَ الْغَيْظَ﴾ (جب غصہ آتا ہے)۔ دیکھیں، "کظم الغیظ" غیظ کہتے ہیں غیظ ہونا۔ ایک غصہ ہوتا ہے نا ایک ہوتا ہے جیسے ولکانو (volcano) نہیں پھٹتا دیکھا ہے کبھی پھٹتے ہوئے؟ ولکانو (volcano) جانتے ہیں کیا ہوتا ہے؟ آتش فشاں پہاڑ۔ آتش فشاں پہاڑ جس کے اندر گرمی ہوتی ہے اور گولے نکلتے ہیں پھر لاوا نکلتا ہے۔ عام غصہ نہیں اُس غصے کی حالت جس سے انسان کا دماغ ابلتا ہے اُس غصے پر جو قابو پا لیتا ہے یہ ان کی بات ہو رہی ہے

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾۔ کسی نے کوئی غلطی کی ہے آپ نے اسے دیکھا ہے غصہ شدید آیا ہے لیکن صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاموشی اختیار کرلی اور قابو پالیا صرف اتنا ہی نہیں، ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ (اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں (معاف بھی کر دیا)) ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ محسنوں سے محبت کرتا ہے محسنوں کو پسند کرتا ہے)۔

یہ ہیں محسنین سبقت کرتے ہیں آگے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی طرف سب سے آگے ہوتے ہیں، جنت کے طلب گار ہیں جس کی چوڑائی زمین اور آسمان کے برابر ہے، اچھے اوقات اور بُرے اوقات میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو (اپنے ربّ کو) یاد رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے رہتے ہیں، جب غصہ آتا ہے شدید غصے کی حالت میں اپنے آپ کو صبر و تحمل کے ڈھانچے میں بند کر لیتے ہیں اور اتنا ہی نہیں معاف کرنے میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔

اگر دھکا لگ جائے ہمارا دل کرتا ہے کہ دو دھکے دیں کہ دھکا کیوں دیا ہے؟! بھئی دھکا لگ گیا ہے آپ کا مسلمان بھائی ہے کیا ہو گیا ہے؟! لیکن نہیں (سبحان اللہ)۔ لگتی تو آسان ہیں یہ باتیں اللہ تعالیٰ نے یہ محسنین کے لیے یہاں پر ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ یہ محسنین ہیں کوئی ایسا ہے تو ہمیں دکھاؤ۔

ہمارے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سارے ایسے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (فصلت:34-35) (ہمیشہ بہترین طریقے سے معاملات کو نمٹایا کرو احسن طریقے سے)۔ بات احسان کی ہو رہی ہے نا ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ احسان سے بہترین طریقے سے معاملات نمٹایا کرو، ﴿فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ﴾ (تو آپ دیکھو گے اپنی آنکھوں سے تمہارا بدترین دشمن)۔ کیا ہو گا؟ ﴿وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ (سب سے بہترین دوست ہو گا)۔ کس چیز سے؟ حسن اخلاق سے۔ ﴿وَمَا يُلَقّٰهَآ﴾ (یہ ہر بندے کا کام نہیں ہے ہر مسلمان کا کام نہیں ہے) ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا﴾ (صرف صبر کرنے والے اس درجے پر فائز ہو

سکتے ہیں) ﴿وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾ (وہی اس درجے کو پا سکتا ہے حظ عظیم والا، بہترین سے بہترین درجے پر فائز ہونے والا (خوش قسمت انسان یہ خوش قسمتی ہے))۔

کیا اس درجے پر جو لوگ ہیں وہ کبھی غلطی کر سکتے ہیں ان سے گناہ ہو سکتا ہے کبھی اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (آل عمران:135) (اور یہ وہ لوگ ہیں جب کوئی بدکاری ان سے ہو جائے یا اپنے نفس پر ظلم ہو جائے (گناہ ہو جاتا ہے انسان سے انسان ضعیف ہے کمزور ہے محتاج ہے)) ﴿ذَكَرُوا اللّٰهَ﴾ (فوراً کیا کرتے ہیں؟ ﴿ذَكَرُوا اللّٰهَ﴾ اللہ تعالیٰ کا ذکر) ﴿فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾ (اور اپنے گناہوں کی بخشش کروالی استغفار کر لیا اللہ تعالیٰ سے) ﴿وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (اور وہ کون ہے جو گناہ معاف کرنے والی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہے؟ (تو سب سے پہلے اپنے ربّ کی طرف واپس لوٹتے ہیں)) ﴿وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا﴾ (ہاں! بشرطیکہ جس گناہ کا ارتکاب کیا اس پر اصرار نہیں کیا)۔

یعنی گناہ کر بھی رہے ہیں شراب پی بھی رہے ہیں پھر کہیں کہ جی ہم معافی مانگ رہے ہیں، نہیں! اصرار نہیں ہے غلطی ہو گئی ہو گئی غلطی توبہ کا یہ تقاضہ ہے کہ اصرار نہیں کرنا جس نے اصرار کیا اس نے توبہ ہی نہیں کی۔ استغفار کس چیز کا کیا ہے؟! استغفار کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میں نے یہ گناہ چھوڑ دیا ہے ندامت ہے مجھے اور تجھ سے وعدہ ہے کہ میں کبھی کروں گا بھی نہیں یہ ہوتی ہے توبہ اور استغفار۔ ﴿وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (جان بوجھ کر نہیں (ہاں! غلطی سے دوبارہ ہو جائے ضعیف اور کمزور انسان ہے))۔

ربّ ذوالجلال سبحانہ تعالیٰ نے جس انسان کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے اس انسان کو پیدا کیا ہے یہ محتاج ہے ضعیف ہے، کمزور ہے یہ بُرائی کرنے والا ہے بُرائی کرتا رہے گا اور اس سے ہو جائے گی لیکن میرا یہ بندہ یہ کبھی نہ سوچے

کہ میں اُس سے دور ہوں، تیرا ربّ تجھ سے دور کبھی نہیں ہے لیکن یہ اصرار نہیں کرنا جان بوجھ کر۔ کچھ لوگ کہتے ہیں ناکہ فلانہ شخص ہے گناہ پر گناہ کرتا جارہا ہے اور آپ لوگ کہتے ہو یہ مومن ہے کیسا مومن ہے یہ؟! کسی پر شک نہ کرو ہم ظاہر پر بات کرتے ہیں باطن جیسا ہے وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

صحیح بخاری میں ایک شخص کو لے کر آتے تھے صحابہ کرام شراب پیتا تھا وہ۔ پچاس مرتبہ لے کر آئے پچاس مرتبہ حد قائم کی گئی اس پر، پچاس مرتبہ! تو کسی نے بُرا بھلا کہا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے (یہ شخص اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت کرتا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ سبحان اللہ، شرابی اور محبت!

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شراب اس کے پیٹ میں ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اس کے دل میں ہے۔ (پیٹ اور دل میں کتنا فاصلہ ہے؟ ایک پردہ ہے بس (سبحان اللہ))۔

کسی کو کراہت کی نگاہ سے نہ دیکھا کرو دعا کیا کرو سب کے لیے دعا کیا کرو، جو غلطی ہے غلط کو غلط کہنا ضروری ہے یہ نہیں کہ کوئی غلطی کر رہا ہے تو چھوڑ دو، نہیں! یہ کہنے کا مقصد نہیں ہے لیکن کسی کو کراہت کی نگاہ سے، ایک شخص بدکاری کرتا ہے اسے نصیحت کرو اور جو اس نے غلطی کی ہے اس کو بھی بُرا کہو لیکن اس کی اصلاح آپ کے سامنے ہونی چاہیے کہ اس شخص کی اصلاح ہو جائے بُرائی تو انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔ جب توبہ بھی کر لیں غلطی کرنے کے کیا بعد کوئی درجے میں کمی ہوتی ہے کیا؟ احسان کے درجے میں کمی ہوتی ہے کیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آگے:

﴿أُولَٰئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ﴾ (آل عمران:136) (ان لوگوں کے لیے جزا ہے اُن کے ربّ کی طرف سے)۔ دیکھیں یہاں پر جو بھی لفظ ہے ﴿رَّبِّكُمْ، رَّبِّهِمْ﴾ ربّ کا لفظ ہے کہ ان کے ربّ کی طرف سے ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو تیار کیا ہے کیا کیا ہے؟ ﴿مَّغْفِرَةٌ﴾ (معافی، بخشش) ﴿وَجَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ﴾ (اور ایسی جنتیں ایسے باغات جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں) ﴿خَٰلِدِينَ فِيهَا﴾ (ہمیشہ اس میں رہیں گے) ﴿وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ﴾ (اور بہترین اُجر پایا ہے عمل کرنے والوں نے)۔

کتنی عظیم آیات ہیں! اس لیے دیکھیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک سورۃ میں ایک نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں پانچ مرتبہ محسن کے نام سے احسان کی صفت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نوازا ہے ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ یہ کون ہیں محسنین؟ سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے پانچ مرتبہ اس ایک سورۃ میں احسان کی گواہی دی ہے ﴿اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (یوسف:36)۔ بھائی جو اپنے دشمن تھے انہوں نے بھی یہی کہا ﴿اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾۔ جو بھی دیکھتا تھا وہ کہتا تھا کہ یہ شخص جو ہے یہ عام انسان نہیں ہے۔ عورتوں نے دیکھا انہوں نے کہا ﴿مَلَكٌ كَرِيْمٌ﴾ (یوسف:31) تو ہو سکتا ہے یہ انسان نہیں ہو سکتا۔ جب انسان احسان کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے نا تو اس کی جگہ لوگوں کے پورے دل میں اللہ تعالیٰ بھر دیتا ہے، اس شخص سے محبت آسمان کے فرشتے اور دنیا کے لوگ بھی کرتے ہیں۔

تو احسان کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا مراقبہ "في السرّ والعلن" (ہر وقت میں، اچھے اوقات میں خوشحالی میں، بُرے اوقات میں)۔ آپ اگر ایک بند کمرے میں اکیلے بیٹھے ہیں سر ہے (پوشیدہ) کوئی نہیں دیکھ رہا آپ کو لیکن اپنے ربّ سے آپ دور نہیں ہیں وہ دیکھ رہا ہے۔ روزے دار نے روزہ رکھا ہے شدید گرمی ہے اکیلا کمرہ ہے سامنے ٹھنڈا گلاس پانی کا رکھا ہے کوئی بھی نہیں دیکھ رہا اسے نہیں پیتا اسے کیوں؟ روزہ ٹوٹ جائے گا اور اپنے ربّ کی نافرمانی ہے یہ کر نہیں سکتا۔ "والعلن" اور لوگوں کے سامنے بھی بدکاریاں نہیں کرتے اپنے ربّ کو ناراض نہیں کرتے۔

تو آیئے دیکھتے ہیں اب شیخ صاحب (رحمہ اللہ) دلیل بیان کر رہے ہیں احسان کی "والدليل قوله تعالىٰ" یعنی احسان کا ایک ہی رکن ہے اس کی دلیل شیخ صاحب بیان کر رہے ہیں "والدليل قوله تعالىٰ ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ (النحل:128)" (بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اللہ تعالیٰ کا ڈر اختیار کیا) ﴿وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ (اور جو محسن ہیں (جو احسان کے درجے پر فائز ہوئے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے))۔

یہاں معیت میں کیا مطلب ہے معیت کا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے کیا؟ کچھ لوگوں نے اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا ہے (وحدت الوجود) کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے دیکھیں اللہ تعالیٰ تو موجود ہے متقیوں کے ساتھ ہے، معیت کا مطلب ہے میں آپ کے ساتھ ہوں ایک ساتھ ایک جگہ پر ہم بیٹھے ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بات آپ کی بالکل غلط ہے عربی زبان میں معیت کا یہ مطلب نہیں ہے۔ عربی زبان میں معیت کا، ساتھ کا مطلب یہ بھی ہے جو آپ بیان کر رہے ہیں کہ ایک جگہ پر دونوں موجود ہوں جس میں اختلاف ضروری ہے اور یہ بھی ہے کہ معیت کا مطلب ہے ساتھ، ایسا ساتھ کہ دونوں ہیں تو دور لیکن پھر بھی ساتھ ہیں جیسا کہ عربی زبان میں کہتے ہیں "سهرة مع القمر" (میں چلا چاند کے ساتھ)۔ کیا چاند آپ کے ساتھ زمین پر ہے؟

ابھی ہم چل کر آئے ہیں آپ کہاں سے میں کہاں سے آیا ہوں کتنی دور سے آئے ہیں چاند تھا کہ نہیں چاند کے ساتھ چلے ہیں کہ نہیں؟ جو مشرق سے مغرب تک آرہا ہے وہ بھی چاند کے ساتھ چل رہا ہے، جو مغرب سے مشرق کی طرف آرہا ہے وہ بھی چاند کے ساتھ چل رہا ہے تو کتنے چاند ہیں دنیا میں چاند تو ایک ہے کہ نہیں؟! تو سب کیسے چل سکتے ہیں چاند کے ساتھ؟! اس کا مطلب ہے عربی زبان میں محاورۃً یہ بھی کہا جاتا ہے اس چیز کو جو ہمارے ساتھ نہیں ہے ساتھ کہتے ہیں یعنی وجود میں مخالطہ نہیں ہے لیکن آسمان میں ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔

ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کیا اپنے عرش پر مستوی ہو کر ہمارے ساتھ نہیں ہو سکتے کیا؟ کیا خیال ہے ہو سکتے ہیں کہ نہیں؟ جب چاند چھوٹی سی مخلوق ہے وہ ہمارے ساتھ ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہوتے ہوئے ہمارے ساتھ نہیں ہو سکتے کیا؟ ہو سکتے ہیں۔ اس لیے اس آیت کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یہ متشابہ میں سے ہے محکم آیت کیا ہے؟ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طہ:5) (اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے)۔ کما يليق بجلاله سبحانه وتعالي۔

آگے شیخ صاحب (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں "وقوله تعالىٰ" (دوسری آیت شیخ صاحب بیان کرتے ہیں) ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾ (الشعراء:217-220) (اور توکل کرو بھروسہ کرو عزیز الرحیم پر)۔ جو عزیز ہے

طاقتور ہے"، رحیم" رحم کرنے والا بھی ہے، ایسا طاقتور ہے کیونکہ اگر ہم عزیز کہیں نا تو ہو سکتا ہے سننے والا ڈر جائے کیونکہ عزت میں طاقت میں ہمیشہ لوگوں کے ترازو میں سختی اور ناانصافی ہوتی ہے بے رحمی ہوتی ہے لیکن ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ بیان کر رہے ہیں کہ وہ عزیز بھی ہیں اور رحیم بھی ہیں۔ عزیز ان کے لیے ہے جو بدکار نافرمان ہیں اور رحیم ان کے لیے ہے جو رحمت کے مستحق ہیں سبحانہ وتعالیٰ کی۔ ﴿الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ﴾ (جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم جاگتے ہو اٹھتے ہو) ﴿وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ﴾ (اور جو تمہیں اس وقت بھی دیکھتا ہے جب تم سجدے میں اپنی حالت بدلتے رہتے ہو) ﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ (بے شک وہی ہے سننے والا، جاننے والا)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رہتے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہتے، جب سجدہ کرتے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور لمبی دیر تک سجدہ کرتے، اپنے لیے اپنی امت کے لیے لمبی دیر تک دعا کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں بیان کر رہے ہیں اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ جانتا ہے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، تیرا جاگنا، تیرا اٹھنا تیرا بیٹھنا، تیرا سجدہ کرنا تیری عبادت، تیری حرکات وسکنات سارے کے سارے (اور سارے کے سارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے تھے) بے شک اللہ تعالیٰ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

"وقوله تعالىٰ" (اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) ﴿وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ﴾ (یونس:61)۔

﴿وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ﴾ (تم کسی بھی حال میں کیوں نہ ہو) ﴿وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ﴾ (اور جب تم تلاوت کرتے ہو قرآن مجید میں سے) ﴿وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ﴾ (اور کوئی بھی عمل تم کرتے ہو (کوئی بھی عمل)) ﴿اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا﴾ (الا یہ کہ ہم اس پر گواہ تھے اور شاہد تھے)۔ صرف دیکھنا

ہی نہیں یقین کے ساتھ دیکھنا۔﴿إِذۡ تُفِيضُونَ فِيهِ﴾ (جب کہ تم وہ عمل جس طریقے سے کرتے تھے (کیسے کرتے تھے زیادتی کرتے تھے کمی کرتے تھے، اچھا کرتے تھے یا اچھا نہیں کرتے تھے جیسا بھی کرتے تھے) ہم سب کو دیکھتے تھے اور سب پر گواہ تھے)۔

تو ان آیات کریمہ سے شیخ صاحب نے (رحمہ اللہ) احسان کا جو ایک رکن ہے اسی کو بیان کیا اور یہ تین دلائل شیخ صاحب نے بیان کیے اس میں سے اگر آپ ایک بھی یاد کرلیں تو کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طریقے سے کرنا جیسے تمہیں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہو اگر تم نہیں دیکھ سکتے تو یہ یقین رکھو کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

"والدليل من السنة" (اور دلیل سنت میں سے)۔ کس چیز کی دلیل؟ صرف احسان کی نہیں اب یہ دلیل ہے پورے کے پورے مراتب الدین کی (اسلام، ایمان اور احسان) جو پیچھے شیخ صاحب نے بیان کیے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت تو شیخ صاحب نے بیان کی تھی لیکن حدیث بیان نہیں کی تھی، دیکھیں اگر غور کریں سب آیات ہیں شیخ صاحب نے (رحمہ اللہ) حکمت سے کام لے کر حدیث کا ایک ایک حصہ الگ الگ بیان نہیں کیا کہ ارکان اسلام میں ہے تو یہ حصہ ارکان اسلام کے لیے ہے، ارکان ایمان تو یہ حصہ ارکان ایمان کے لیے ہے اور رکن جو احسان کے لیے ہے اس کے لیے ایک حدیث کا ایک حصہ بیان کردیتے۔ کچھ علماء ایسا کرتے ہیں یہ بھی طریقہ درست ہے لیکن شیخ صاحب کا کیونکہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے ایک جامع رسالہ ہے تو اس دلیل کو بجائے کہ تین حصوں میں تقسیم کرکے بیان کرتے تھوڑا تھوڑا ایک ہی جگہ پر بیان کیا تاکہ طالب علم کو یہ فائدہ ہو جائے کہ اس حدیث میں کتنے عظیم اور پیارے پیارے پیغام ہیں پچاس سے بھی زیادہ تقریباً۔ میں پچاس سے زیادہ اب تو بیان نہیں کرسکتا ہوں جو مختصر اور اہم ہیں میں وہ بیان کروں گا ان شاء اللہ، تو شیخ صاحب (رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں:

"والدليل من السنة" (اور سنت سے دلیل)۔ اور جب سنت کا لفظ مطلقاً استعمال ہو تو مطلب ہے حدیث (یاد رکھیں) یعنی "والدليل من السنة" (یعنی حدیث میں سے دلیل، اب یعنی یہ مطلب یہ ہے کہ شیخ صاحب کوئی حدیث بیان کریں گے (قرآن مجید کی آیات تو بیان ہو چکی ہیں)) "من السنة" کیونکہ سنت کے مختلف مفہوم ہیں جب من السنۃ کا اطلاق ہو جائے اس طریقے سے اس کا مطلب ہے حدیث، اور شیخ صاحب خود بیان کرتے ہیں "حديث جبرئيل المشهور"

(سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کی مشہور حدیث)۔ مشہور کیوں کہتے ہیں؟ کیونکہ یہ حدیث اتنی مشہور اور معروف ہو چکی ہے کہ ایک ایک طالب علم ایک ایک مسلمان جانتا ہے اس حدیث کو اتنی مشہور ہے، اور ہر دور میں مشہور ہوئی ہے ہر دور کے علماء نے اس عظیم حدیث سے اتنے فوائد اور پیغام اُخذ کیے ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے اس لیے مشہور ہے۔

"عَنْ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ رضی الله تعالیٰ عنه"، یہاں پر اس حدیث کا ایک قصہ ہے پھر یہ حدیث ہے کیونکہ حدیث یہاں پر شیخ صاحب (رحمہ اللہ) نے پوری بیان کی ہے میں اس قصے کو بیان کر کے پوری سند کے ساتھ پھر اُس سے بھی فائدہ حاصل کرتے ہیں طالب علم کے لیے بہت اچھے فوائد ہیں پورے قصے میں۔ صحیح مسلم کی یہ روایت ہے جسے شیخ صاحب نے شاید بیان کیا ہے آخر میں (پتہ نہیں) کہ نہیں، یہ صحیح مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر 1، سب سے آسان ہے صحیح مسلم کی سب سے پہلی حدیث یہ ہے (صحیح مسلم میں سب سے پہلی حدیث یہ حدیث ہے)۔ اس کا ایک قصہ ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے شروع کرتے ہیں اور پہنچتے ہیں، میں صرف جن سے یہ قصہ شروع ہوا وہاں سند کے اس حصے سے شروع کرتا ہوں میں:

"أَنَّ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ" (یحیٰ بن یعمر نے یہ کہا) "قَالَ" "كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ" (سب سے پہلے جس نے تقدیر کا انکار کیا بصرہ میں وہ معبد الجہنی شخص تھا)۔ سب سے پہلے تقدیر کا انکار کرنے والا کون ہے طالب علم کو آنا چاہیے کہ معبد الجہنی بصرہ میں، اس کی وفات سن 80 ہجری میں ہوئی۔

سن 80 ہجری میں وہ بہترین زمانہ تھا صحابہ کرام تھے کہ نہیں؟ صحابہ کرام کا زمانہ تھا۔ اور معبد الجہنی نے علم کس سے حاصل کیا؟ صحابہ سے۔ جو علم صحابہ سے لے اسے کیا کہتے ہیں؟ تابعی کہتے ہیں، تو یہ تابعین میں سے تھا۔ یہ بات اس لیے ضروری ہے دیکھیں کہ بعض لوگ علم اور ایمان اور توحید اور سنت کا نور ہوتے ہوئے بھی اپنے ہوا نفس کی پیروی کرتے کرتے راہ راست سے ہٹ گئے! دیکھیں اب سب سے پہلے تقدیر کا انکار جس نے کیا بصرہ میں (عراق کے مشہور شہر بصرہ میں) وہ معبد الجہنی تھا۔

"فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ" (تو میں چلا اور اپنے ساتھ ایک دوست کو بھی لیا جس کا نام حمید بن عبد الرحمٰن الحمیری تھا)۔ کہاں گئے؟ "حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ" (حج یا عمرے کے لیے گئے تھے)۔ اتنا یاد ہے کہ ہم گئے تھے مکہ کی طرف حج تھا یا عمرہ تھا، یہاں پر جس نے سند بیان کی ہے اس کو شک ہے کہ حج کے لیے گئے تھے یا عمرے کے لیے، گئے ضرور تھے۔ "فَقُلْنَا" (تو ہم نے یہ کہا) "فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (کاش کہ ہمیں صحابہ کرام میں سے کوئی صحابی مل جائے)۔ اب سوال ذہن میں ایک ہے مشکل تو آگئی ہے کہ ایک شخص تقدیر کا انکار کرتا ہے (جیسے آگے بیان ہوگا حدیث میں کہ یہ شخص یعنی تابعین میں سے ہے اور صحابہ کرام سے علم حاصل کرنے والا ہے) اور نئی بات آئی ہے تو ہم حج کے لیے جا رہے ہیں۔

اور یاد رکھیں کہ جو حجاز مکہ اور مدینہ تھا ہمیشہ ہر دور میں منبع علم تھا یہاں پر (ہر دور میں) صحابہ کرام کے دور میں بھی، جب کوئی مشکل پیش آتی تو سب اِدھر ہی آتے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے حرمین شریفین کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ علم اور ایمان اور توحید اور سنت کے نور سے نوازا ہے۔

کاش کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی صحابی مل جائے تو ہم اُن سے پوچھتے۔ کس چیز کے بارے میں پوچھتے؟ "فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ" (کہ یہ جو لوگ تقدیر کا انکار کر رہے ہیں ان کے بارے میں صحابہ کرام کی کیا رائے ہے) "فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ" (تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہمیں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مل گئے (مشہور صحابی)۔ جب اخلاص دل میں تھا اور علم طلب کرنے کی تڑپ دل میں تھی تو ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ نے راستہ بھی آسان کر دیا ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:2)۔ اور ملے بھی کون سے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو عالم علماء صحابہ میں سے ہیں معروف اور مشہور۔

کہاں ملے؟ "فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ" (مسجد میں داخل ہو رہے تھے ہم پہنچ گئے) "فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي" ("فَاكْتَنَفْتُهُ" ہم دونوں نے ایک نے اِس طرف سے ایک نے اُس طرف سے گھیر لیا) "أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ" (ایک دائیں جانب ایک بائیں جانب)۔ اور یہاں پر یہ ادب ہے کہ اگر کوئی فاضل شخص جماعت میں چل رہا ہو تو فاضل شخص کہاں ہوتا ہے؟ درمیان میں ہوتا ہے اور جو اُن کے ساتھ والے ہوتے ہیں باقی وہ اس کے ارد

گرد پیچھے یا سائیڈ پر آجائیں یہ ادب ہے عالم کے ساتھ۔ "فَظَنَنْتُ" (تو مجھے یقین ہوا) "أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ" (مجھے موقع دے گا بات کرنے کا جو میرا دوست ہے جو میرے ساتھ آیا ہے)۔اور یہ ادب ہے دیکھیں جب دو تین لوگ ہوتے ہیں تو کس طریقے سے عالم سے بات کرنے کا ادب ہمیں سکھایا ہے سلف صالحین ہمیں ادب سکھا رہے ہیں۔ تو مجھے یقین تھا کہ میرا ساتھی جو ہے کیونکہ میں اچھی بات کر لیتا ہوں مجھے موقع دے گا اور واقعی ایسا ہوا کہ اُس نے خاموشی اختیار کی اور اِنہوں نے ہی بات کی۔ "فَقُلْتُ" (تو میں نے کہا) "أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ"۔ کون ہے اُبا عبد الرحمٰن ؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے ابا عبد الرحمٰن۔ یہاں پر ادب دیکھیں کہ نام سے نہیں پکارا کہ اے عبد اللہ، نہیں! "اُبا عبد الرحمٰن"۔ "فَقُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ" (اے ابا عبد الرحمٰن! ہمارے ہاں کچھ ایسے لوگ نکلے ہیں) "يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ" (قرآن مجید تو پڑھتے ہیں بڑا اچھا پڑھتے ہیں) "وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ" (اور جو علم بھی حاصل کرتے ہیں) "وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ" (اور کچھ ایسی باتیں بیان کیں بہت ساری اُن کی فضیلت میں (وہ علم حاصل کرتے ہیں علماء کی طرف جاتے ہیں، صحابہ کرام سے ملتے ہیں)) "وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ" ((اب یہ مشکل ہے یہاں) وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں) "أَنْ لَا قَدَرَ" (کہ تقدیر ہے ہی نہیں (تقدیر کا انکار کرتے ہیں)) "وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ" (اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایسے ہی ہو رہا ہے (زبردستی ہو رہا ہے)) "فَقَالَ" (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا فرمایا) "فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ" (اگر تم ان لوگوں کو پا لو ان سے جا کر ملو واپس جا کر) "فَأَخْبِرْهُمْ" (تو انہیں یہ خبر ضرور دینا) "أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ" (میں اُن سے بَری ہوں) "وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي" (اور وہ مجھ سے بَری ہیں)۔

اگر ہم آج کسی شخص کی جرح کرتے ہیں نا کہ اس میں یہ غلطی ہے کوئی وہ غلطی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ تمہیں کیا ہے اس سے صرف لوگوں کے پیچھے پڑے ہو تمہیں خود نہیں پتہ اپنے اندر کبھی جھانک کر دیکھا ہے؟!

یہ یہاں ہمیں طریقہ سکھایا جا رہا ہے صحابہ کرام اور سلف صالحین جب کسی بدعتی کو دیکھتے تو اس کی بدعت کا انکار کرتے اور صرف انکار نہیں کرتے چھپ کر نہیں، اعلان کرتے اور براءت کا اعلان بھی کرتے کہ یہ بدعت ہے یہ غلط ہے اور ہم اُن سے بَری ہیں۔ اگر ہر شخص خاموشی اختیار کرنا شروع کر دے تو امت میں کیا بچے گا بُرائی ہی بُرائی ہو گی اور بدعت ہی بدعت ہو گی! اس لیے مشرک کو اگر کوئی شخص کہے کہ قبر کا طواف کرنا شرک ہے میں اس سے بَری ہوں تو کیا یہ

امت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتا ہے؟ جو شخص کہتا ہے کہ جشن میلادالنبی بدعت ہے وہ امت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتا ہے؟ جو شخص کہتا ہے کہ میں ان سے برَی ہوں جو بدعات اور خرافات اور شرک کرتے ہیں کیا امت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتا ہے؟ تو کیا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتے تھے کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے؟ کیا خیال ہے کہہ سکتا ہے؟! نہیں میرے بھائی۔ اگر اُن کو نہیں کہہ سکتا آج ہمیں کیوں کہتے ہو بھئی ہم نے تو ان ہی سے سیکھا ہے! ہاں اگر ہم ایک نئی چیز اپنی طرف سے لے کر آتے پھر تو آپ کا حق تھا بھئی کہ یہ بدعت کہاں سے لے کر آئے خود تو بدعت کا صبح شام یہ نعرہ لگاتے ہو کہ یہ بدعت ہے بدعت ہے بدعت ہے، آپ بھی تو بدعت پر عمل کر رہے ہو! یہ سلف صالحین کا راستہ ہے۔

اچھا آگے سنیں صرف اتنا ہی نہیں: "وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ" (اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمر (دیکھیں شدت دیکھیں)) "لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ" (اگر کسی کے پاس "مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ" اگر کسی کے پاس اُن لوگوں کے پاس جو تقدیر کے منکر ہیں اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہوتا)۔ سونا جانتے ہیں سونا کتنا ایک کلو دو کلو؟ سونا ہوتا اُحد کے پہاڑ کے برابر وزن میں۔ "فَأَنْفَقَهُ" (تو اُس نے اللہ تعالیٰ نے راستے میں یہ سارے کا سارا پہاڑ دے دیا سونے کا پہاڑ)۔ لیکن تقدیر پر ایمان نہیں باقی سارے کے سارے اعمال کیے یعنی دین پر اتنا عمل کرتے کرتے کیونکہ انہوں نے یہ کہا کہ قرآن بھی پڑھتے ہیں، علم بھی حاصل کرتے ہیں تو اُن کے جواب میں دیکھیں کہ آپ کہتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں میں تو یہ قسم کھا کر کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی اگر اُن کے پاس اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا ہوتا وہ بھی اللہ تعالیٰ راستے میں دے دیتے لیکن تقدیر پر ایمان نہیں۔ "مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ" (قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا یہ صدقہ کبھی قبول نہ کرتے) "حَتَّى" (جب تک کہ) "يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ" (جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لے کر آئیں) "ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ"، اب سند یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

تو یہ قصہ تھا تقدیر کے منکر، علماء نے اس حدیث سے یہ دلیل اُخذ کی ہے کہ کافر ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ کس کا صدقہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا؟ مسلمان کا صدقہ قبول ہوتا ہے کہ نہیں؟ قبول ہوتا ہے اور اس سے علماء نے دلیل اُخذ کی ہے کہ ارکان ایمان کا چھٹا رکن جو ہے تقدیر پر ایمان اچھی ہو یا بُری ہو۔ تقدیر پر ایمان کی تفصیل ان شاءاللہ اگلے دروس میں بیان کریں گے یہاں پر وقت نہیں ہے تو آتے ہیں حدیث کی طرف، اب سند ایک ہو گئی یہاں سے اب اسی سے پڑھتے ہیں:

"حَدِيثُ جِبْرِيلَ الْمَشْهُورُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ"(سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما)"قَالَ"(بیان کرتے ہیں)"بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"(جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے)"إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ"(تو ایک شخص ظاہر ہوا اور ہماری طرف آیا اُس شخص کا وصف ایسا تھا)"شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ"(بہت ہی انتہائی سفید چمک دار کپڑے تھے)"شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ"(اور کالے بالکل سیاہ بال تھے)"لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ"(اس کے اوپر سفر کی علامات نظر نہیں آتی تھیں وہ شخص مسافر نہیں لگتا تھا)"وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ"(اور ہم میں سے کوئی جانتا بھی نہیں تھا)۔

صحابہ کرام بیٹھے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور دیکھیں صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیشہ علم حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتے۔ کیا اُن کے گھر بار نہیں تھے انہوں نے کوئی کام نہیں کرنا تھا؟ رزق کے لیے کچھ نہیں کرنا تھا؟ سب کچھ کرتے تھے لیکن علم کے لیے بھی خاص وقت نکالتے تھے جو آج اس امت میں بہت کم لوگوں میں موجود ہے۔ آج کسی سے بات کریں نا بھئی بنیادی علم حاصل کرو"او یار چھوٹے چھوٹے بچے ہیں گھر میں مشکل سے صبح کی ہے تو شام کی، تم لوگ مولوی جو ہو نا تم تو پیچھے پڑ جاتے ہو بس! بھئی نمازیں پڑھتے ہیں کافی ہے بس بات ختم ہے کیا ہے؟! اچھے لوگ تو ہیں نماز بُرائی سے روکتی ہے ہم بُرائی سے رُکے ہوئے تو ہیں!"۔ (سبحان اللہ)۔

صحابہ کرام صبح و شام کھانا کھاتے تھے کیا؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر تین تین مہینے چولہا نہیں جلتا تھا، دو دو مہینے تین تین مہینے گزر جاتے بغیر چولہے کے کیا کھاتے تھے؟ "الْأَسْوَدَانِ" پانی اور کھجور یہ گزارا ہوتا تھا۔ اس کے باوجود بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے اور جو حکم اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا تبلیغ کا اور دعوت کا وہ پورا انجام دیتے تھے اور صحابہ کرام ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21)(بہترین نمونہ ہیں تمہارے لیے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن ہی کے نقش قدم پر چلتے۔

بیٹھے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر کر علم حاصل کرنے کے لیے نشست ہے اچانک ایک شخص آیا۔ ادب کا تقاضہ ہے جو مہمان ہوتا ہے جو نیا شخص آتا ہے (یہ طالب علم کے لیے سبق ہے سب) انہیں پہلے موقع دیا جاتا ہے۔ کسی

صحابہ نے روکا نہیں ٹوکا نہیں کہ بھئی ہم تو ہمیشہ بیٹھتے ہیں یہ پتہ نہیں کہاں سے آیا ہے یہ نیا شخص ہے۔ سفید کپڑے، عام طور پر جو مسافر ہوتے ہیں ان کے کپڑے سفید ہوتے ہیں اور انتہائی سفید ہوتے ہیں کیا؟ نہیں۔ اور شدید سیاہ کالے بال گرد و غبار نہیں یعنی۔ جس کے شدید سیاہ کالے بال ہوں گرد و غبار اس کے سر پر نہیں ہے، جس کے سر پر گرد و غبار ہوتا ہے تو اُس کے کالے بال جو ہیں وہ کالے نہیں ٹھہرتے یعنی سننے والا یہ سمجھ رہا ہے کہیں یہ مسافر تو نہیں ہے، آگے خود بیان کیا کہ مسافر تو ہے لیکن "لا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ" عجیب سا مسافر ہے لیکن ان کی شکل و صورت سے سفر کی علامت ہی نہیں لیکن ہے مسافر! اچھا مسافر کیسا ہے؟ جب سفر کی کوئی نشانی نہیں ہے اب پریشان ہیں اب کہیں مقیم تو نہیں یہ کہیں قریب سے تو نہیں آرہا! "وَلا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ" (ہم میں سے کوئی جانتا بھی نہیں (اگر کہیں قریب سے آرہا ہوتا تو ہم جانتے، یہ شخص نہ مسافر ہے نہ مقیم ہے))۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

پھر حدیث میں آخر میں پتہ چلا کہ یہ کون تھا، تو یہ شخص نہ مسافر ہے اور نہ مقیم ہے۔ اس دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے جو نہ مسافر ہو نہ مقیم ہو دنیا میں کوئی ہے؟! نہیں ہے۔ بھئی یا مسافر یا مقیم ہے تو یہ اشارہ ہے کہ یہ شخص اس دنیا سے ہے ہی نہیں۔

"وَلا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ" (ہم میں سے کوئی جانتا نہیں تھا)۔ صحابہ کرام کو دیکھیں ایسے ایک ساتھ ایک امت تھے، ایک دوسرے کی خبر رکھتے تھے، کون کیسا ہے سب کی خبر رکھتے تھے ایک نیا شخص جب آتا تو پتہ چلتا کہ یہ ہم میں سے نہیں ہے یہ کوئی نیا شخص ہے۔ کیا آج کے دور میں یہ بات ہے ہم پہچان سکتے ہیں؟ نہیں۔ ہمیں پتہ نہیں پڑوسی کون ہے ہمارا! پڑوسی کا پتہ ہے کہ دائیں بائیں کون ہے؟ ایک ہی بلڈنگ میں دس فلیٹ ہیں دس میں سے کتنے کو جانتے ہو؟ اچھا ساتھ والے کو جانتے ہو؟ (سبحان اللہ)، سبق حاصل کریں صحابہ کرام سے۔

"فَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آکر بیٹھ گئے)۔ بڑا عجیب سا انسان ہے عجیب سا شخص ہے پہلی مرتبہ دیکھا ہے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ پیچھے جا کر بیٹھتا، یہ ایسا شخص ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل قریب آکر سامنے آکر بیٹھ گیا! یہ سب تعجب کی باتیں ہیں آگے بیان ہوگا کہ تعجب کیوں ہو رہا ہے۔ اچھا کیسے بیٹھے؟ "فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ" (اپنے دونوں گھٹنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں کے بالکل

قریب ایسے رکھ دیئے)۔اس کا مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے بیٹھے تھے؟ جیسے ایسے بیٹھتے ہیں گھٹنے آگے تھے ایسے بیٹھے ہوئے تھے۔اور یہ شخص آیا اور کیسے بیٹھے؟ جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں نا گھٹنے آگے ہوتے ہیں نا ایسے آکر گھٹنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنے قریب ایسے رکھ دیئے۔"وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ"(اپنے دونوں ہاتھ اپنے ہی گھٹنوں پر ایسے رکھ دیئے)۔

کچھ لوگوں نے سمجھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیئے۔یہ ران ہے نا بیٹھے گھٹنوں کے سامنے گھٹنے اور اپنے دونوں ہاتھ اس شخص نے"عَلَى فَخِذَيْهِ"(اپنی ہی رانوں پر رکھ دیئے)۔کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیئے،کچھ علماء کا یہ قول ہے لیکن جو صحیح ہے اپنی ہی رانوں پر اور یہ بیٹھنے کا ادب ہے عالم کے سامنے۔کیسے بیٹھا جاتا ہے؟ ایسے بیٹھا جاتا ہے،اپنے گھٹنے ایسے کر کے التحیات کی طرح ایسے دونوں ہاتھ رکھ کر بات کرتے ہیں۔"وَقَالَ"(اور یہ کہا)"يَا مُحَمَّدُ"سبحان اللہ۔کوئی صحابی جس نے کہا ہو یا محمد کبھی کسی نے اس طریقے سے پکارا؟ کیا خیال ہے کسی نے پکارا ہے؟ نہیں!(یارسول اللہ،یا نبی اللہ)۔کوئی کنیہ بھی نہیں کچھ نہیں"يَا مُحَمَّدُ"۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت کیا تھی؟ابوالقاسم۔ابوالقاسم بھی نہیں!بڑا عجیب سا بندہ ہے نہ مسافر ہے نہ مقیم ہے بیٹھا سب سے آگے ہے اور ادب سے بیٹھ گیا ہے اور ہاتھ بھی دونوں ادب سے رکھے ہیں اور یا محمد بھی کہہ رہا ہے تعجب ہی تعجب!سب تعجب کے نشان آرہے ہیں۔

"أَخْبِرْنِي عَنِ الإِسْلَامِ"(مجھے خبر دیجیے اسلام کیا ہے؟(سب سے پہلا سوال))۔اچھا صحابہ کرام نے روکا کیوں نہیں؟ ایک تو یہ کہ صحابہ کرام ہمیشہ اس انتظار میں ہوتے کہ کوئی اعرابی آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرے ہمیں فائدہ ہو(ایک تو بات یہ ہے)،اور دوسری بات یہ ہے کیونکہ یہ سب کے سب جو میں نے شروع سے بیان کیے ہیں اس سوال کا جواب ہے کہ تعجب ہی تعجب ہے یہ شخص ہے کون؟!ہم اگر روکیں پتہ نہیں رکنے والا ہے کہ نہیں اور کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر خفا نہ ہو جائیں کہ اس کو روک رہے ہیں،اور ادب کا تقاضا بھی یہی ہے عرب میں یہ عادت تھی کہ نئے شخص کی عزت کرتے ہمیشہ۔"أَخْبِرْنِي عَنِ الإِسْلَامِ"(مجھے بتایا کہ اسلام کیا ہے خبر دیجئے)"فَقَالَ"(نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)"أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ"(بے شک یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ بھی گواہی دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں رسول ہیں)"وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ"(اور نماز قائم کرو)"وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ"(اور زکوۃ دو)"وَتَصُومَ رَمَضَانَ"(اور رمضان

کے روزے رکھو)"وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلا"(اور اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج کرو اگر تمہیں استطاعت ہو)۔
ارکان اسلام پچھلے درس میں میں پوری تفصیل بیان کر چکا ہوں ابھی ضروری نہیں ہے کہ اس پر دوبارہ بات کروں اور ان میں جتنے پیغام تھے اور جتنی تفصیل تھی میں پچھلے ہفتے بیان کر چکا تھا۔"قَالَ: صَدَقْتَ "(کہا، سچ کہا)۔ کس نے کہا؟ اس شخص نے کہا کہ سچ کہا۔ کس کو کہا سچ کہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہا کہ آپ نے صحیح فرمایا۔"فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ"(پس ہمیں تعجب ہوا کہ پوچھتا بھی ہے یہ شخص اور تصدیق بھی کرتا ہے!)۔
تصدیق کون کرتا ہے جو جانتا ہے کہ نہیں؟ اب جو سوال کرنے والا ہے وہ جواب بھی جانتا ہے اور سوال بھی کر رہا ہے پھر تعجب! یہاں پر ادب دیکھیں کسی نے ٹوکا پھر بھی نہیں کہ بھئی تم تو بڑے عجیب ہو ایک تو ایسے آکر بیٹھے ہو پھر پوچھتے بھی ہو اور یہ بھی کہتے ہو کہ "صَدَقْتَ"! یہاں پر یہ ہے اگر مجلس میں عالم بیٹھا ہو طالب علم کے لیے اچھی بات نہیں ہے خلاف ادب ہے کہ وہ کسی کو ٹوکے عالم کی اجازت کے بغیر، اور مقاطعہ بھی نہیں کرنا (بات کا مقاطعہ نہیں کرنا) بات ابھی چل رہی ہے سوال جواب ہو رہے ہیں تو یہ ادب کا تقاضا نہیں ہے کہ کوئی تیسرا شخص آکر مقاطعہ کرے۔
"قَالَ:أَخْبِرْنِي عَنِ الإِيمَانِ "(ایمان کیا ہے مجھے خبر دیجئے)"قَالَ"(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)"أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ"(بے شک اللہ تعالیٰ پر ایمان)"وَمَلائِكَتِهِ"(اور فرشتوں پر ایمان)"وَكُتُبِهِ"(اور اللہ تعالیٰ کتابوں پر ایمان)"وَرُسُلِهِ"(اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں پر ایمان)"وَالْيَوْمِ الآخِرِ"(اور آخرت پر ایمان)"وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ"(اور تقدیر پر ایمان خیر ہو یا شر ہو (اور یہی شاہد ہے))۔
پورا قصہ جو میں نے بیان کیا یہی شاہد ہے تقدیر پر ایمان ارکان ایمان میں سے ہے جس کے بغیر ایمان ہوتا ہی نہیں ہے۔ اب یہی قصہ ہے ناسیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ حدیث کیوں بیان کر رہے ہیں؟ تقدیر کے مسئلے کو ثابت کرنے کے لیے تو یہ شاہد ہے،"وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ"(اور تقدیر پر ایمان چاہے اچھی ہو یا بُری)۔
"قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ الإِحْسَانِ"(مجھے خبر دیجیے احسان کیا ہے؟)"قَالَ" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)"أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ"(اللہ تعالیٰ کی اس طریقے سے عبادت کرنا جیسا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو)"فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ" (پس اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے)"فَإِنَّهُ يَرَاكَ" (بے شک وہ تمہیں دیکھتا ہے)۔

"قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ"۔اب اس شخص نے اپنے سوال تبدیل کیے اسلام، ایمان، احسان، یہ پورا دین مکمل ہو گیا زندگی اسی پر گزارو، جس کی زندگی اس پر گزر گئی اس نے دین کو مکمل کیا یعنی زندگی ساری یہی ہے اسلام ہی ہے، دین اسلام ہی تمہاری زندگی ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اگلا سوال دنیا کے خاتمے کا سوال ہے۔ دنیا تمہاری میرے بھائی تمہاری یہی ہے اسلام ہی ہے تمہاری دنیا اگر اسلام نہیں ہے تو جانور میں اور انسان میں کوئی فرق نہیں ہے۔"قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ"(اس شخص نے یہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خبر دیجیے "السَّاعَةِ" قیامت کے بارے میں)"قَالَ"(نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)"مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ"(جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ اُس سے زیادہ علم نہیں رکھتا جو پوچھ رہا ہے (سبحان اللہ))۔

واضح جواب ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب مطلق نہیں دیا جیسے بعض لوگ آج یہ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم غیب مطلق عطا فرمایا وہ سب کچھ جانتے ہیں"ماکان وما یکون وما لم یکن لو کان کیف یکون"جو کچھ تھا، جو کچھ ہوا، جو ہوگا اور جو نہیں ہوا اگر ہوتا تو کیسے ہوتا (سبحان اللہ)۔ یہ علم کس کے پاس ہے میرے بھائیو؟ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا خاص علم ہے۔

یعنی جو سوال کر رہا ہے وہ شخص جو پوچھ رہا ہے اس کو نہیں معلوم اور مجھے بھی نہیں معلوم۔ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام ابھی تک کیا کہہ رہے تھے؟ وہ شخص آگے بیان ہوگا سیدنا جبریل تھے (علیہ الصلاۃ والسلام)۔"صَدَقْتَ"جواب سنتے"صَدَقْتَ"سچ کہا سچ کہا یعنی وہ جانتے تھے جواب۔ اب یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی بلاغت سے جواب دیا، اب یہاں پر صَدَقْتَ تو کہہ ہی نہیں سکتے کیونکہ تم جانتے نہیں ہو کب ہے، میں بھی نہیں جانتا ہوں کب ہے۔ بات سمجھ آئی؟ اچھا، یہ تو آپ نہیں جانتے یہاں پر سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے تصدیق کی یا نہیں کی"مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ"جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ اس سے زیادہ نہیں جانتا جو سوال کر رہا ہے؟۔ کیا سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے جو سائل تھا تصدیق کی ہے یا نہیں کی اس سیاق و سباق سے؟ کیوں نہیں کی ہے کیسے نہیں؟ کیسے کی ہے؟ خاموشی اختیار کی ہے (بارک اللہ فیک)۔

خاموشی رضامندی ہوتی ہے کہ نہیں؟ یہاں پر خاموشی اختیار کی ہے۔ اگر غلط ہوتا یا ان کو علم نہ ہوتا تو کہتے بھئی میں بتاتا ہوں کہ یہ ہے۔ یا اگر غلط جواب ہوتا تو کیا جواب دیتے؟ کہ بھئی آپ کو نہیں پتہ مجھے تو پتہ ہے میرا کیوں کہہ رہے ہو کہ جو سائل ہے اس کو بھی پتہ نہیں ہے۔ تو خاموشی اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ "صَدَقْتَ" یہاں پر بھی سچ کہا آپ نے سچ فرمایا۔ کیونکہ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ جواب ہے ان لوگوں کے لیے وہ کہتے ہیں یہاں پر جواب تو نہیں ہے۔ جواب خاموشی میں ہے خاموشی اختیار کرنے کا

مطلب ہے آسمان کا بہترین فرشتہ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام اور پوری کائنات کی بہترین اور افضل مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے، یہ نہیں جانتے کہ قیامت کب آئے گی۔

اور آج کوئی مولوی کہتا ہے کہ قیامت جو ہے نا فلاں تاریخ کو آئے گی، سن 1900 میں امام مہدی آئیں گے اور قیامت شروع ہو جائے گی۔ سن 1900 آج کتنا ہے؟ 2000! ہو گیا ہے قیامت ابھی تک بھی نہیں آئی! تو اس لیے علم الساعۃ جو ہے اُن پانچ علوم میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا ہے۔

"قَالَ" (اس شخص نے کہا) "فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا" (یہ تو بیان کریں یہ تو خبر دیں کہ نشانیاں کیا ہیں قیامت کی؟) "قَالَ" (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) "أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا" (لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی (پہلی علامت ہے)) "وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ" (اور تو یہ دیکھے گا کہ وہ لوگ جو (فقیر اور فقر کی انتہاء بیان ہوئی ہے) پاؤں میں جوتی نہیں بدن پر کپڑا نہیں، پھٹے گلے بوسیدہ کپڑے ہیں) "الْعَالَةَ" (لوگوں کے گھروں میں دستک دے کر کچھ کھانے پینے کو مانگتے ہیں) "رِعَاءَ الشَّاءِ" (اگر کوئی کام کرتے بھی ہیں تو پھر بکریاں چرانا جانتے ہیں (کچھ نہیں جانتے)) "يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ" (ایسا وقت آئے گا کہ یہی لوگ ہوں گے اور لمبی لمبی عمارتیں ہوں گی (جب یہ وقت آ جائے تو مطلب کہ قیامت قریب ہے))۔

یہاں پر دو نشانیاں بیان کی ہیں کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنم دے گی علماء کے مختلف اقوال ہیں اس میں۔ ایک قول یہ ہے اتنا زیادہ جہاد ہو گا اور اتنی زیادہ عورتیں لونڈیاں بنیں گی کہ اس لونڈی سے جب اس کا مالک ہم بستری کرے گا جو وہ عورت ہو گی وہ بچہ پیدا کرے گی اور بعد میں پھر جنگ ہو گی، وہ عورت جو ہے وہ بچہ جوان ہو جائے گا وہ اس قبضے میں آ جائے گی حالانکہ ہو گی تو اس کی ماں لیکن اس کی لونڈی بن کر رہے گی اور ایسا وقت آئے گا۔ کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ گھر کی لڑکیاں پڑھ لکھ کر یہ کہیں گی اپنے والدین کو کہ یہ تو جاہل ہیں تو معنی سے مالکن بن جائے گی کہ بے چاری بوڑھی عورت جو ہے آج کل ٹیکنالوجی کے دور سے واقف نہیں ہے تو لڑکیاں کیا کہتی ہیں؟ بھئی ان کو کیا پتہ ہے یہ تو جاہل ہیں۔ آج یہ وقت موجود ہے والدین کی قدر میں کمی آج موجود ہے۔

اور دوسری تو واضح نشانی ہے، جہاں پر ہم بیٹھے ہیں ان ہی کے اوپر یہ بات ہے۔ پورے گلف کے ایریا میں دیکھیں دبئی میں سب بہت لمبے ٹاورز ہیں، ایک ٹاور یہاں پر بن رہا ہے سب سے لمبا دنیا میں بنے گا ابھی، میں نے سنا ہے کہ اس سے

بڑا کوئی بھی نہیں ہو گا پتہ نہیں کتنے کلو میٹر آسمان کی طرف ہے وہ۔ ان کے باپ دادا وہی لوگ تھے جو بکریاں چرایا کرتے تھے اور آج اتنی لمبی عمارتوں میں رہتے ہیں یہ لوگ قیامت کی نشانی ہے قیامت قریب ہے۔

اچھا لمبی عمارتیں بنانا اچھی بات نہیں ہے کیا بُری بات ہے؟! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ قیامت کی نشانی ہے بہت سے سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بُرائی ہے۔ بُرائی نہیں ہے، قیامت کی نشانی کا مطلب ہے کہ قیامت جب قریب ہو گی یہ کام ہو گا لیکن مذموم ہے یا غلط عمل ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ ہاں پیسہ ویسے ضائع کرنا تو مذموم ہے اسراف ہے لیکن کوئی چیز، عمارت بنانا اس میں رہنا یا اس میں کوئی آفس بنانا یا اس کو لمبا کرنا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر کوئی محذور شرعی نہیں ہے۔

اگلے دروس میں ان شاءاللہ جب ہم بیان کریں گے الایمان بالیوم الآخر پر جب ہم پہنچیں گے تو أشراط الساعۃ پر بھی میں بات کروں گا تفصیل سے۔ تقریباً ساٹھ کے قریب چھوٹی نشانیاں ہیں، یہاں پر دو ہیں۔ ساٹھ کے قریب چھوٹی نشانیاں ہیں کچھ ختم ہو گئی ہیں کچھ گزر گئی ہیں، کچھ آج موجود ہیں، کچھ آئیں گی، اور دس بڑی نشانیاں ہیں جب تک وہ دس نہیں آتیں قیامت نہیں آسکتی۔ توان شاءاللہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا درس جو جاری ہے اس میں جب پہنچیں گے آخرت کے ایمان کے درس میں تو میں تفصیل سے بیان کروں گا ان شاءاللہ۔

"قَالَ: فَمَضَى" (یعنی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اب بیان کر رہے ہیں" فَمَضَى "تو وہ شخص چلا گیا (بس اتنے سوال تھے کر کے چلا گیا)) "فَلَبِثْنَا مَلِيًّا" (بس ہم کچھ عرصہ ٹھہرے)" فَقَالَ" (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) "يَا عُمَرُ" (اے عمر!)" أَتَدْرُونَ مَنِ السَّائِلِ" (کیا تم جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا کون تھا؟)" قُلْنَا" (ہم نے عرض کی)" اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ" (اللہ اور اللہ کا رسول جانیں)۔

اور یہاں پر بھی ادب ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز نہیں جانتا تو کیا کہے گا؟ اللہ أعلم۔ اللہ ورسولہ أعلم کیا دونوں کہہ سکتا ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے بھئی فلانہ شخص کہاں ہے؟ مجھ سے پوچھیں گے میں جواب میں کہوں اللہ ورسولہ أعلم کیا جائز ہے؟ ابھی جائز نہیں ہے تو یہ دلیل ہے حدیث میں بیان کرتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صحیح مسلم کی روایت میں فرمایا" اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ"، یہ صحابی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار کی ہے اور خاموشی کا مطلب ہے کہ اقرار ہے سچ فرمایا۔

یہ اُس وقت تھا اور آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں ٹھیک جواب ہے لیکن مزید تفصیل تھوڑی سی کہ کیا یہ کہہ سکتے ہیں کسی صورت میں اللہ ورسولہ أعلم؟ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کیا اگر غلام (غلامی کرنے والا) حج کرلے اگر حج درست ہے کہ نہیں؟ آپ یہاں پر کہہ سکتے ہیں اللہ ورسولہ أعلم کہہ سکتے ہیں۔ شریعت کے مسائل میں جائز ہے آپ کہیں اللہ ورسولہ أعلم کیونکہ شریعت کس نے ہمیں دی ہے؟ اللہ اور رسول نے دی ہے۔ عام مسائل میں جو دنیا کے مسائل ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود نہیں ہیں اور وہ علم غیب نہیں جانتے تو ہم کہیں گے صرف اللہ أعلم۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ آج فلان شخص کے بارے میں آپ پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں اللہ أعلم، اللہ ورسولہ أعلم نہیں کہتا یہ جائز نہیں ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

شریعت کے مسائل میں اگر کوئی شخص کہے اللہ ورسولہ أعلم تو علماء کا ایک قول یہ ہے کہ یہ اس معاملے میں جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری شریعت کو جانتے ہیں لیکن جو صحیح قول ہے اور بہتر قول ہے اللہ أعلم (ہر حال میں)۔ میں اس لیے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے شریعت کے مسئلے میں تو اس سے لڑنا نہیں کبھی جا کر اللہ أعلم کہنا زیادہ بہتر ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں اللہ أعلم لیکن اگر کوئی شخص ایسا کہے تو لڑنا نہیں اس سے۔

"قَالَ" (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) "هَذَا جِبْرِيلُ" (یہ جبریل تھا) "أَتَاكُمْ" (تمہارے پاس آیا) "يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ" (تمہارے پاس آیا تمہیں دین کی تعلیم دینے کے لیے)۔

تو اس حدیث میں دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے۔ پورے کا پورا دین کیا ہے؟ اسلام، ایمان اور احسان کا درجہ۔ تو آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں تیسرا اصل شروع کریں گے ان شاءاللہ۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (شرح الاصول الثلاثۃ-درس نمبر-13) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔